نماز قضا کرنے کے احکام

سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز قضا کردینا درست ہے یا نہیں:

سوال: اگر دار التجربات سائنس میں تجربہ کیا جارہا ہے اور نماز کا وقت بھی (ہے) تو کیا یہ مجبوری ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے نماز کو دوسری نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو؟

الجواب——————————

اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔(۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۲/۲۹)

دفتری کام کی وجہ سے فرض نماز قضا نہیں کی جاسکتی ہے:

سوال: مجھے نماز پڑھنے میں ایک دشواری حائل ہے، وہ یہ کہ دفتر کے کام سے عصر اور مغرب کے وقت نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملتا، اس وجہ سے برابر قضا پڑھنا پڑتا ہے، اگر کوئی دوسری بہتر ترکیب ہو، تو مطلع فرمائیں؟

الجواب—————— و باللہ التوفیق

فرض نمازوں کا ترک جائز نہیں ہے، اگر کوئی ایسی ملازمت ہے جس میں آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے اور برابر نمازیں قضا کرنی پڑتی ہیں، تو اس کو ایسی ملازمت چھوڑ کر دوسری ملازمت اختیار کرنی چاہئے۔(۲) عصر، مغرب کی نمازوں میں

(۱) جابر یقول: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلاۃ. (الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ (ح: ۸۲) / سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب ماجاء فی ترک الصلاۃ (ح: ۲۶۱۸) / مسند الإمام أحمد، باقی مسند المکثرین، مسند جابر بن عبداللّٰہ (ح: ۱۴۵۶۱) انیس)

(وتارکھا عمدًا مجانۃً) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)، الخ. (الدر المختار علیٰ ھامش ردالمحتار، أول کتاب الصلوٰۃ: ۱/۳۲۶)

(ولاجمع بین فرضین فی وقت بعذر) الخ (فإن جمع فسد لو قدم) الفرض علیٰ وقتہ (وحرم لو عکس) أی أخرہ عنہ ... (إلا لحاج بعرفۃ ومزدلفۃ). (الدر المختار علیٰ ھامش ردالمحتار، قبیل باب الأذان: ۱/۳۵۵، ظفیر صدیقی)

(۲) اس لئے کہ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ مثل واجب ہے۔ بلا عذر شرعی جماعت ترک کرنا باعث گناہ ہے۔ جن اعذار کی بنیاد پر جماعت ساقط ہوجاتی ہے، ان میں سے ملازمت نہیں ہے۔ نیز بلا کسی عذر شرعی کے نماز قضا کردینا ترک جماعت سے بھی زیادہ سنگین جرم اور سخت ترین گناہ ہے اور ملازمت ایسا عذر نہیں ہے جس کی بنیاد پر نماز قضا کرنے کی گنجائش ہو۔ مجاہد ==

دو تین منٹ وقت صرف ہوگا، کیا اتنا وقت بھی نماز کے لئے نہیں مل سکتا ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۶۹/۴/۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۲۵/۲-۱۲۶)

ملازمت کی وجہ سے مطلق نماز یا نماز با جماعت ترک کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ!

(۱) یہاں سعودی عرب میں ہماری اکثریت کی ڈیوٹی ایسی ہے، مثلاً کرین چلانا، گاڑی چلانا وغیرہ کہ افسر ساتھ ہوتا ہے، اس وقت اگر اذان ہوجائے، لیکن ہمارا افسر ہماری نماز کے لئے جانے پر خوش نہ ہو، تو کیا ہم ملازمت کریں، یا مسجد جائیں، یا نماز بعد میں پڑھنا چاہئے؟

(۲) اگر جماعت ہورہی ہو اور ہم ایسے کام میں لگے ہوئے ہوں کہ اگر کام چھوڑ دیں، تو کام رک جاتا ہے اور افسر ناراض ہوکر سزا دینے پر بھی تیار ہو، لیکن ہمیں پھر جماعت ملنے کی امید نہ ہو، تو ان حالات میں ہم ضروری کام کے

== عن أبي الدرداء قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مامن ثلاثة في قرية ولا بدو لاتقام فيهم الصلاة إلا قد استحوذ عليهم الشيطان فعليك بالجماعة فإنما يأكل الذئب القاصية. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة (ح: ٥٤٧) سنن النسائي، كتاب الصلاة، التشديد في ترك الجماعة (ح: ٨٤٧)

عن عبد الله بن مسعود قال: حافظوا هؤلاء الصلوات الخمس حيث ينادى بهن فإنهن من سنن الهدى وإن الله شرع لنبيه صلى الله عليه وسلم سنن الهدى لقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق بيّن النفاق ولقد رأيتنا وإن الرجل ليهادى بين الرجلين حتى يقام في الصف ومامنكم من أحد إلا وله مسجد في بيته ولو صليتم في بيوتكم وتركتم مساجدكم تركتم سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم ولو تركتم سنة نبيكم صلى الله عليه وسلم لكفرتم. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة (ح: ٥٥٠)/سنن النسائي، كتاب الصلاة، المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن (ح: ٨٤٩)/

عن ابن أم مكتوم أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يارسول الله! إني رجل ضرير البصر شاسع الدار ولي قائد لا يلائمني فهل لي رخصة أن أصلي في بيتي قال: هل تسمع النداء قال: نعم، قال: لا أجد لك رخصة. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة (ح: ٥٥٢)/

عن أبي هريرة قال: جاء أعمى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إنه ليس لي قائد يقودني إلى الصلاة فسأله أن يرخص له أن يصلي في بيته فأذن له، فلما ولى، دعاه، قال له: أتسمع النداء بالصلاة قال نعم، قال: فأجب. (سنن النسائي، كتاب الصلاة، المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن (ح: ٨٥٠)/

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع المنادى فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وما العذر، قال: خوف، أو مرض، لم تقبل منه الصلاة التي صلى. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة (ح: ٥٥١)/ المستدرك للحاكم، كتاب الصلاة، من سمع النداء فلم يأته فلا صلاة له إلا من عذر (ح: ٩٣٢)/

عن ابن أم مكتوم أنه قال: يارسول الله! إن المدينة كثيرة الهوام والسباع، قال: هل تسمع حي على الصلاة، حي على الفلاح، قال: نعم، قال: فَحَيَّ هَلاً ولم يرخص له. (سنن النسائي، كتاب الصلاة، المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن (ح: ٨٥١)/المستدرك للحاكم، كتاب الصلاة، باب مامن ثلاثة في قرية... (ح: ٩٣٦) انيس)

وقت نماز باجماعت چھوڑ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) جہاں نوکری خطرے میں ہو،یعنی اگر ہم نماز کے لئے جائیں،تو نوکری سے ہاتھ دھونے پڑیں،ایسی حالت میں جماعت کو ترک کر سکتے ہیں،یا نماز کو قضا کیا کریں؟بینوا توجروا۔

(المستفتی:اجمل خان خلیل،ریاض،سعودیہ عربیہ......۱۲/نومبر/۱۹۸۳ء)

الجواب

(۱) اگر گاڑی وغیرہ کے ضیاع اور ہلاکت کا خطرہ یا ظن غالب ہو اور آفیسر کی طرف سے سزا دینے اور ظلم کرنے کا خطرہ ہو،تو آپ پر مسجد جانا ضروری نہیں ہے،آپ اسی جگہ انفراداً یا با جماعت نماز پڑھ لیں،البتہ نماز کو قضا نہ کریں۔(۱)

(۲) اس شق کا جواب بھی مثل سابق کے ہے،البتہ اگر اقامت کے وقت اجازت ملتی ہے،تو غنیمت ہے۔

(۳) اگر ملازمت میں نماز ادا کرنے پر پابندی ہو،اور نماز قضا کرنا(وقت خارج ہونے کے بعد پڑھنا) عادت کے طور سے واقع ہو رہا ہو،تو دوسری ملازمت کی کوشش ضروری ہے۔(۲)وھو الموفق(فتاویٰ فریدیہ:۱۴۲/۲)

چوبیس گھنٹے کا ملازم نماز کیسے ادا کرے:

سوال: ایک شخص ۲۴/گھنٹہ کا سرکاری ملازم ہے،اس کو ایک منٹ کا بھی موقع نہیں ہے،ایسی صورت میں وہ نماز کیسے ادا کرے؟

ھو المصوب

دریافت کردہ صورت میں بہرصورت نماز فرض ہے،حاکم سے اجازت لے کر نماز ادا کرتا رہے۔(۳)

تحریر:محمد طارق ندوی/تصویب:ناصر علی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۳۴۶/۱)

(۱) فصل: یسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئا،منها:مطروبرد وخوف ظالم وظلمة شديدة في الصحيح وحبس معسر أو مظلوم وعمى ومفلج وقطع يد ورجل وسقام واقعاد ووحل بعد انقطاع مطر قال صلى الله عليه وسلم:إذا ابتلت النعال فالصلاة في الرحال،وزمانة وشيخوخة وتكرار فقه لانحو ولغة بجماعة تفوته ولم يداوم على تركها وحضور طعام تتوقه نفسه لشغل باله كمدافعة الأخبثين أو الريح وإرادة سفر تهيأله وقيامه بمريض يستضر بغيبته وشدة ريح ليلا لانهاراً للحرج.(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح،كتاب الصلاة مدخل:۱۱۳/۱.انيس)

(۲) قال العلامة الطحطاوي:وخوف ظالم أي علىٰ نفسه أو ماله أو خوف ضياع ماله أو خوف ذهاب قافله لو اشتغل بالصلاة جماعة.(حاشية الطحطاوي،فصل يسقط حضور الجماعة،ص:۲۹۷)

ملازمت ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے مسلسل سنت مؤکدہ مثل واجب کو چھوڑا جائے۔

(الجماعة سنة مؤكدة)أي قوية تشبه الواجب في القوة والراجح عند المذهب الوجوب...وصرح في المحيط بأنه لايرخص لأحد في تركها بغير عذر حتى لو تركها أهل مصر يؤمرون بها فإن ائتمروا وإلايحل مقاتلتهم.(البحر الرائق شرح كنز الدقائق،كتاب الصلاة،باب الإمامة،صفة الإمامة في الصلاة:۳۶۵/۱،دار الكتاب الإسلامي.انيس)

عن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:على المرء المسلم السمع والطاعة فيما احب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فاذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة.(سنن النسائي،كتاب البيعة،جزاء من أمر بمعصية فأطاع(ح:۴۲۰۶)انيس)

(۳) إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا.(سورة النساء:۱۰۳)

قال ابن مسعود:إن للصلاة وقتا كوقت الحج.(تفسير القرآن العظيم لابن كثير:۴۰۴/۲.انيس)

فضائی عملہ کی نماز روزہ کا حکم:

سوال: علماء کرام اور مفتیان شرع متین سے مندرجہ ذیل صورت مسئولہ کی بابت تحریری و تفصیلی فتویٰ درکار ہے!
صورت حال کچھ یوں ہے کہ پاکستان ایئر فورس اور نیوی وغیرہ یا دیگر عرب ریاستوں اور مسلمان مملکتوں کی فضائیہ کے تمام پائلٹ اپنی فضائی خدمات کچھ اس طرح انجام دیتے ہیں۔
واضح ہو کہ یہ فضائی خدمات تقریباً تین انواع پر مشتمل ہیں:

(۱) دفاعی پروازیں۔

(۲) نگرانی وحفاظتی پروازیں۔

(۳) اور تربیتی پروازیں (یہ تربیتی پروازیں مادر وطن میں بھی سرانجام دی جاتی ہیں اور کسی دیگر اسلامی یا غیر اسلامی ممالک میں بھی انجام پذیر ہوتی ہیں)۔

علاوہ ازیں تمام ممالک کے تیار کردہ لڑاکا طیاروں کی ساخت میں یہ حکمت عملی کارفرما ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ دفاعی سامان رکھنے کی گنجائش رکھی جائے اور تمام تر دفاعی ضروریات کی تکمیل مقصود ہوتی ہے، دوران پرواز پائلٹ حضرات کی سہولیات کا تصور یکساں مفقود ہوتا ہے۔

فقدان سہولیات کی صورت حال یہ ہے کہ ہر لڑاکا طیارے میں ایک پائلٹ یا دو پائلٹ ہوتے ہیں اور وہ اس قدر سختی سے جکڑے ہوتے ہیں کہ وہ اس جکڑاؤ سے قطعاً آزاد نہیں ہو سکتے، ساتھ ساتھ ان کی آنکھیں، دل ودماغ اور دیگر سارے جسمانی اعضا بڑی چابک دستی اور مسلسل مستعدی کا مظاہرہ کرتے ہیں، حتی کہ انسانی حاجات بھی اس جکڑاؤ کی حالت میں پوری کی جاتی ہیں، پرواز کا دورانیہ عموماً چھ گھنٹے سے لے کر چودہ گھنٹے پر محیط ہوتا ہے اور یہ دورانیہ سال بھر یا ساری فضائی سروس میں لازماً بدلتا رہتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس دورانیے میں پانچوں نمازوں کے اوقات گزر جاتے ہیں، یا کم از کم تین چار نمازوں کے اوقات گزر گئے۔ اس صورت میں وضو کا بقا ناممکن اور ناقابل تصور امر ہے اور جکڑاؤ کی صورت میں ارکان نماز مثلاً قیام، رکوع، سجود، جلوس اور تشہد وغیرہ سب فوت ہو جاتے ہیں، صرف اور صرف ادھورا تیمّم اور ادھورے اشاروں پر کفایت کر کے بروقت نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

ماہ رمضان میں پائلٹ کے لئے دوران پرواز روزہ رکھنا قانوناً ممنوع ہے، کیونکہ روزے کی صورت میں اس کے قوائے جسمانی میں اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے اور اس صورت میں اس کی اپنی جان اور ساتھی کی جان کے ضیاع اور طیارے کی تباہی کے خطرات منڈلاتے ہیں، لہٰذا پائلٹ حضرات روزہ بھی نہیں رکھ سکتے، اسی وجہ سے فضائی اڈوں پر رمضان کے مہینہ میں صیام کا ماحول اور سماں نہ ہونے کے تصور سے دل کو وہ کلی طمانینت نصیب نہیں ہوتی جو کہ روزے دار کو رمضان میں نصیب ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا صورت کی بابت درج ذیل چند سوالات ہیں کہ!

(۱) پائلٹ حضرات کے لئے اداء صلاۃ کا مناسب مشروع اور قابل عمل طریقہ کون سا ہونا چاہئے؟

(۲) ماہ رمضان یا بعد از رمضان صیام کی ادائیگی کا کون سا طریقہ اپنانا چاہئے؟

(۳) دونوں ارکان دین کی عدم ادائیگی کی صورت میں کفارہ وغیرہ کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

(۴) کوئی اور صورت ممکنہ قابل عمل ہے، تو اس کی وضاحت فرما دی جائے؟

فتویٰ کی وصولیابی پر بندہ از حد مشکور وممنون ہوگا۔ (سائل: عبدالقیوم وینس، کراچی)

الجواب ــــــــــــــــ باسمہ تعالیٰ

شریعت اسلامیہ نے عبادات کا ایک مکمل نظام ترتیب دیا ہے، ان عبادات کی ادئیگی کے لئے اوقات اور طریقہ کا تعین بھی کر دیا ہے، عام معمول کے حالات میں ان کی بروقت اور صحیح طریقہ سے ادائیگی کے لئے اوقات کی حیثیت اور عبادات کے آداب کا مکمل خاکہ پیش کیا ہے، عام حالات سے ہٹ کر جو حالات وعوارضات غیر اختیاری طور پر آسکتے ہیں، ان کے لئے انسانوں کی ضروریات اور کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کے مطابق احکامات صادر فرمائے ہیں، مثلاً نماز میں اگر مرض وغیرہ عذر کی وجہ سے قیام ممکن نہیں، تو بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں، تو لیٹ کر اشاروں کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔(۱)

روزہ میں مرض وسفر کی وجہ سے دشواری محسوس ہو، تو ان اعذار کے زائل ہونے کے بعد، اس کی قضا کا حکم دیا گیا ہے، شریعت کی طرف سے ان اعذار کی وجہ سے سہولیات بہم پہونچانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ادائیگی میں آسانی تو کی جاسکتی ہے، لیکن نہ تو ان عوارضات کی وجہ سے ان کو کلی طور پر ترک کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی یہ اجازت ہے کہ باوجود قدرت کے کچھ مالی فدیہ ادا کر کے، اس عبادت مامورہ سے سبکدوش ہوسکتے ہیں۔

(۱) مسلمان اپنے نظام زندگی سول اور عسکری دونوں کو شریعت کے تابع کرنے کا پابند ہے، نہ کہ شریعت کو اپنے اختیار کردہ طریقۂ کار کا پابند بنانے کا۔(۲)

(۲) مسلمان پر اپنے عسکری نظام کو شریعت کے احکام کا تابع بنانا ضروری ہے، نہ کہ دشمنان اسلام یورپ و

---

(۱) ﴿فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ أی فی سائر أحوالکم. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير، تفسير سورة النساء: ۱۰۳، تفسير قوله تعالیٰ: فإذا قضيتم....: ۲/۴۰۴. انیس)

(۲) أن عمر بن الخطاب كتب إلى عماله: إن أهم أموركم عندى الصلاة من حفظها وحافظ عليها، حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواها أضيع. (السنن الكبرىٰ للبيهقی، كتاب الصلاة، جماع مواقيت الصلاة(ح: ۲۰۲۸)/المصنف لابن عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب المواقيت: ۱/۵۳۶)/

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾. (سورة يونس: ۷-۸) انیس)

امریکہ کے نظام کے تابع ،لہٰذا تمام مسلمان حکمرانوں اور اعلیٰ فوجی افسروں کا اپنا فریضہ ہے کہ عام حالات یعنی امن کے حالات میں فوجیوں اور پائلٹوں کی ترتیب اور اپنے دیگر امور کو شرعی نظام الاوقات کے تابع بنائیں، اوقات نماز و روزہ کا خیال رکھتے ہوئے تربیتی پروازیں اور مشقیں ترتیب دی جائیں، مالی نقصان اللہ کے نزدیک حکم کی تعمیل کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اگر اللہ تعالیٰ کے مقررہ اوقات عبادت کے متصادم پروگرام ترتیب دیا جاتا ہے، تو پھران مشقوں اور تربیتی پروازوں میں شرکت کا جائز ہونا محل اشکال ہے، امن کے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوقات کی قید کے ساتھ مقرر کردہ عبادات واحکامات میں تقدیم وتاخیر یا کلی ترک کی کسی بھی طرح اجازت نہیں (جنگی حالات کا حکم مختلف ہے) اصل کے اعتبار سے مذکورہ حالات کے اعتبار سے، اس میدان میں داخل ہونا ہی صحیح نہیں تھا، لیکن اگر غفلت یا لاعلمی کی وجہ سے اس میدان میں قدم رکھ چکے ہیں، اور تنبیہ کے بعد نہ تو حالات کو بدلنا آپ کے اختیار میں ہے اور نہ شرعی ضرر (جان کا خطرہ یا مفلوک الحال ہونے کا اندیشہ) کے بغیر اس سے چھٹکارہ ممکن ہے، تو اگر وضو کی قدرت نہیں ہے، تو تیمّم کیلئے پہلے سے ڈھیلے وغیرہ کا انتظام رکھا جائے، تیمّم کے بعد اگر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ ادائے صلاۃ ممکن نہ ہو، تو محض بیٹھ کر اشارے کے ساتھ اپنے وقت میں ادا کی جائے، غرض شرعی طریقہ سے قریب تر ممکنہ کیفیت کے ساتھ جس طرح نماز کی ادائیگی ممکن ہو، ادا کردی جائے، جب اس جکڑن سے خلاصی ملے اس وقت ایک یا زیادہ نمازوں کی قضا کرلیا کریں۔

(۳) جیسا کہ مذکور ہوا کہ اصل میں تو ماہ رمضان میں مشقیں یا تربیتی پروازیں ترتیب ہی نہیں دی جائیں، یا پھران کا دورانیہ اس قدر مختصر ہو کہ اس میں روزہ رکھنا ممنوع اور دشوار نہ ہو، اگر مذکورہ بالا شرعی مجبوری کی وجہ سے نہ تبدیلی ممکن ہو اور نہ چھوڑنا ممکن ہو، تو پھر جو روزے نہیں رکھ سکتے، ان کی قضا بعد رمضان لازم ہے، سستی یا ماحول کے نہ ہونے کی وجہ سے قضا کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔(۱)

(۴) جب تک زندگی ہے اور ان ارکان کی ادائیگی بصورت قضا ممکن ہے، ان کے کفارہ اور فدیہ مالی ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں۔(۲) فقط واللہ اعلم

کتبہ: محمد عبدالمجید دین پوری عفی عنہ۔ الجواب صحیح: محمد عبدالسلام عفا اللہ عنہ۔

بینات۔شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ۔(فتاویٰ بینات:۲/۳۹۱-۳۹۴)

---

(۱) ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ، أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾. (سورة البقرة:۱۸۳-۱۸۴) انیس)

(۲) لوصح المريض وأقام المسافر ثم ماتا لزمهما القضاء بقدر الصحة والإقامة لوجود الإدراک بهذا المقدار وفائدته وجوب الوصية بالإطعام. (فتح القدير، كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة:۲/۳۰۵. انیس)

سرکاری ڈیوٹی کے دوران نماز ادا کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک سرکاری ملازم ہے اور وہ ڈیوٹی کے وقت نماز پڑھے، تو اس کی نماز میں فرق تو نہیں آئے گا؟ یعنی نماز اس کی ہوگی یا کہ نہیں؟ کیوں کہ حکومت کی نگرانی میں ہے اور وہ اس وقت اپنی مزدوری وصول کر رہا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

جس ادارے میں وہ ملازمت کر رہا ہے، ان لوگوں کو خود چاہیے کہ وہ ملازمین کو نماز پڑھنے کے لیے وقت دیں، ملازمت سے نماز ساقط نہیں ہوتی، اگر ادارے کی طرف سے نماز کے لیے وقت نہیں ملتا، تو ملازمت کے اوقات ہی میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔

عن النواس بن سمعان قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: " لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق". (رواہ فی شرح السنّة)(۱)

ہاں! اگر ادارے کی طرف سے نماز کے لیے وقت ملتا ہے، اس میں ملازم سستی کرے اور نماز نہ پڑھے اور کام کے وقت میں نماز پڑھے، تو یہ درست نہیں، اس صورت میں نماز ہو جائے گی، مگر یہ طرز عمل درست نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۱۹۵)

مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر ڈاکٹر کا نماز پڑھنے جانا:

سوال: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر یا اسٹاف پر، ڈیوٹی کے دوران نماز کی ادائیگی ضروری نہیں، کیوں کہ بعض دفعہ مریض کی زندگی خطرے میں ہوتی ہے اور انسانیت کو بچانا نماز سے افضل ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دوران ڈیوٹی کوئی شخص نماز پڑھنے چلا جائے اور اسی دوران مریض فوت ہو جائے، تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟

---

(۱) شرح السنة للبغوی، باب الطاعة فی المعروف (ح: ۲٤٥٥)/مسند الشهاب (ح: ۸۷۳) عن عمران بن حصین/

عن علی أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بعث جیشاً وأمر علیهم رجلا، فأوقد ناراً وقال: ادخلوها، فأراد ناس أن یدخلوها وقال الآخرون: إنا قد فررنا منها، فذکر ذلک لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فقال للذین أرادوا أن یدخلوها: لو دخلتموها لم تزالوا فیها إلی یوم القیامة وقال للآخرین قولاً حسناً، وقال: لا طاعة فی معصیة اللّٰه، إنما الطاعة فی المعروف. (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة (ح: ۱۷۰٤)/مسند الإمام أحمد، مسند علی بن أبی طالب (ح: ۷۲٤)/الصحیح للبخاری، باب ماجاء فی إجازة خبر الواحد الصدوق (ح: ۷۲۵۷)/

عن عبادة بن الولید بن عبادة عن أبیه عن جده قال: بایعنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی السمع والطاعة فی العسر والیسر... وأن نقول بالحق أینما کنا لا نخاف فی اللّٰه لومة لائم. (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة (ح: ۱۷۰۹) انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــ

جس ڈاکٹر یا دوسرے عملے کی ڈیوٹی نماز کے وقت ہو، ان کی نماز کے لئے متبادل انتظام ہونا چاہیے، مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر نماز پڑھنے جانا، تو واقعی درست نہیں، لیکن ایسی صورت کے لیے متبادل انتظام کرنا فرض ہے۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۱۹۴)

اسکول کی تعلیم کی وجہ سے ظہر کی نماز کا چھوٹنا:

سوال: جدید تعلیم کے حصول میں ظہر کی نماز تو اکثر چھوٹتی ہے، اس تعلیم کا حاصل کرنا کیسا ہے؟ اور اپنے کسی عزیز کی ایسی تعلیم دلانے میں پیسے سے اعانت کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

ظہر کی نماز میں اگر مسجد جا کر جماعت میں شرکت نہیں کر سکتے، تو طلبا خود اپنی جماعت کر سکتے ہیں، اگر اس کی اجازت نہیں اور چند ماہ ظہر کی نماز ہی کو قضا کرنا ضروری ہوتا ہے، تو ایسی تعلیم کی شرعاً اجازت نہیں، جس میں اسلام کا اتنا بڑا رکن قضا کرنا پڑے۔(۲)

پھر اس تعلیم کے ثمرات اکثر و بیشتر، تو اسلام کے خلاف ہی مشاہدہ کرنے میں آئے ہیں، مثلاً: قرآن کے کلام الٰہی اور وحی ہونے میں تردد، ملائکہ کے نزول میں تردد، نبوت میں تردد، سوال وجواب قبر میں تردد، حشر اور وزن اعمال میں تردد، جنت ودوزخ میں تردد، پل صراط میں تردد، غرض عامۃً عقائد متزلزل ہو جاتے ہیں، حتی کہ خدا کے وجود ہی میں تردد پیدا ہو جاتا ہے، پھر اسلامی اعمال واخلاق کی کیا توقع ہوسکتی ہے، الا ما شاء اللہ بہت کم ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جو بسلامت رہ جائیں، ایسی تعلیم کی تحصیل اور اس کی اعانت کا حال ظاہر ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۱۰-۳۱۱)

---

(۱) القابلة لو اشتغلت بالصلاة تخاف موت الولد جازلها أن تؤخر الصلاة عن وقتها وتؤخر بسبب اللص ونحوه، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية: ۱/۵۱، كتاب الصلاة، طبع رشيديه)

ويجوز تاخير الصلاة عن وقتها لعذر كماقال الولو الجي: القابلة إذا خافت موت الولد لابأس بأن تؤخرها وتقبل على الولد لأن تاخير الصلاة عن الوقت يجوز بعذر، ألاترى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخر الصلاة عن وقتها يوم الخندق. (درر الحكام شرح غرر الأحكام، الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداء: ۱/۱۲٤. انيس)

(۲) "عن عبد الله رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة". (صحيح البخارى، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن بمعصية: ۲/۱۰۵۷، قديمى)

(۳) قال الله تعالىٰ: "﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى، وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾" (سورة المائده: ۲)
يأمر الله تعالىٰ عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات، وهو التقوىٰ، ==

تعلیم کے لیے عصر کی نماز چھوڑنا درست نہیں:

سوال: میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں، اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں، کالج کا ٹائم ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں ہمیشہ مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی فرض نماز پڑھ لیا کروں؟ کیا مجھے اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب

حدیث میں ہے کہ جس کی نماز عصر قضا ہوگئی، اس کا گویا گھر بار لوٹ گیا اور گھر کے سارے لوگ ہلاک ہوگئے۔(۱) اس لیے نماز قضا کرنا تو جائز نہیں، اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے، یا لعنت بھیجئے ایسے کالج اور ایسی تعلیم پر جس سے نماز غارت ہوجائے۔(۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۹۰/۳)

نماز کے وقت کاروبار میں مشغول رہنا حرام ہے:

سوال: ایک آدمی دکان کرتا ہے، یا کوئی بھی کاروبار کرتا ہے، جب اذان ہوتی ہے، تو نماز نہیں پڑھتا، یا جماعت سے نہیں پڑھتا، تو اس کا نماز کے وقت کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور جو رقم اس نے نماز کے وقت کمائی، حلال ہے یا کہ حرام؟

الجواب

کمائی تو حرام نہیں، (۳) مگر کاروبار میں اس طرح مشغول رہنا کہ نماز فوت ہوجائے، یا جماعت کا اہتمام نہ کرنا حرام ہے۔(۴) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۹۲/۳)

== وينهاهم عن التناصرعلى الباطل والتعاون على المأثم والمحارم.(تفسيرابن كثير: ٦/٢،سهيل اكيڈمى،لاهور)
"وكل ما أدى إلٰى ما لايجوز، لايجوز"، وتمامه فى شرح الوهبانية.(الدرالمختارمتن ردالمحتار، كتاب الحظرو الإباحة،فصل فى اللبس: ٣٦٠/٦،سعيد)

(۱) "الذى تفوته صلاة العصر كأنما وترأهله وماله". (زاد ابن خزيمة فى صحيحه:قال مالك:تفسيره ذهاب الوقت،والنسائى:من الصلاة صلاة من فاتته فكأنما وترأهله وماله يعنى العصر.(الزواجرعن اقتراف الكبائر: ١٣٤/١)
عن نوفل بن معاوية قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم :من الصلاة صلاة من فاتته فكأنماوترأهله وماله.قال ابن عمر:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:هى صلاةالعصر.(سنن النسائى، كتاب الصلاة،باب صلاةالعصرفى السفر(ح: ٤٧٩)انيس)

(۲) وفى شرح النقاية عن نجم الأئمةرجل يشتغل بتكرارالفقه ليلاأونهاراولايحضرالجماعة:لايعذرولاتقبل شهادته.(البحرالرائق، كتاب الصلاة،باب الإمامة: ٣٦٦/١،دارالكتب الإسلامى.انيس)

(۳) (وكره)تحريماً مع الصحة(البيع عند الأذان الأوّل).(درمختار)(قوله وكره تحريماً مع الصحة):أشارإلٰى وجه تأخيرالمكروه عن الفاسد مع اشتراكهما فى حكم المنع الشرعى والإثم،وذٰلك أنّه دونه من حيث صحته وعدم فساد،لأن النهى باعتبارمعنى مجاورللبيع لا فى صلبه ولا فى شرائط صحته، ومثل هذا النهى لايوجب الفساد بل الكراهية، كما فى الدرر.(ردالمحتار: ١٠١/٥،مطلب أحكام نقصان المبيع فاسدًا)

(۴) باب قضاء الفوائت،لم يقل المتروكات ظنًا بالمسلم خيرًا إذ التأخيربلا عذركبيرة لاتزول بالقضاء بل بالتوبة أوالحج.(الدرالمختار: ٦٢/٢، كتاب الصلاة،باب قضاء الفوائت)

نماز کے لیے مصروفیت کا بہانہ لغو ہے:

سوال: اسلام چودہ سو سال پرانا مذہب ہے، اس زمانے میں لوگوں کی ضروریات بہت کم ہوتی تھیں۔ مصروفیات بھی کم ہوتی تھیں، فارغ وقت لوگوں کے پاس بہت ہوتا تھا، پانچ وقت نماز ادا کرنا ان کے لیے معمولی بات تھی، مگر اب حالت بہت مختلف ہے، زندگی بہت مصروف ہوگئی ہے، اگر نماز صرف صبح وشام پڑھ لی جائے، تو اس بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے؟ کیوں کہ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو دفتر جانے سے پہلے یا دیگر کاموں سے پہلے ہی دو اوقات ذرا فرصت کے ہوتے ہیں، جن میں انسان خدا کو دل سے یاد کرسکتا ہے۔

الجواب

پانچ وقت کی نماز فرض ہے،(۱) اور ان کے جو اوقات متعین ہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی،(۲) مصروفیت کا بہانہ لغو ہے۔

سوال کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کے لیے تھی، بعد کے لوگوں کے لیے نہیں، ایسا خیال کفر کے قریب ہے،(۳) آج کے دور میں لوگ تفریح پر، دوستوں کے ساتھ گپ شپ پر اور کھانے وغیرہ پر گھنٹوں خرچ کردیتے ہیں، اس وقت ان کو اپنی مصروفیات یاد نہیں رہتیں، آخر مصروفیت کا سارا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے؟ اور وقت میں کفایت شعاری صرف نماز ہی کے لیے روا رکھی جاتی ہے؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۱۸۹-۱۹۰)

(۱) عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خمس صلوات افترضهن الله تعالىٰ من أحسن وضوء هن وصلاهن لوقتهن وأتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفرله، ومن لم يفعل فليس له على الله عهد إن شاء غفرله وإن شاء عذبه"، رواه أحمد وأبوداؤد، وروى مالك والنسائی نحوه. (مشكوٰة المصابيح، ص: ٥٨، كتاب الصلاة)

سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة، باب فی المحافظة على وقت الصلوات (ح: ٤٢٥)/ مسند الإمام أحمد، باقی مسند الأنصار، مسند عبادة بن الصامت (ح: ٢٢١٩٦)/ موطا الإمام مالک، كتاب صلاة الليل باب الأمر بالوتر (ح: ٢٧٠)/ سنن النسائی، كتاب الصلاة، باب المحافظة على الصلوات الخمس (ح: ٥٦١)/ المعجم الأوسط للطبرانی، باب العين، من اسمه عبدالرحمن، عبدالرحمن بن عمرو الدمشقی (ح: ٤٦٥٥) انيس)

(۲) ﴿إن الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَّوْقُوْتاً﴾. (سورة النساء: ١٠٣)

(۳) ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾. (سورة المائدة: ٣)

هذا أكبر نعم الله عزوجل على هذه الأمة حيث أكمل تعالىٰ لهم دينهم، فلا يحتاجون إلى دين غيره ولا إلى نبی غير نبيهم صلوات الله وسلامه عليه، ولهذا جعله الله خاتم الأنبياء وبعثه إلى الإنس والجن فلا حلال إلا ما أحله ولا حرام إلا ما حرمه ولا دين إلا ما شرعه. (تفسير القرآن العظيم، تفسير سورة المائدة: ٣/٢٦، دار طيبة. انيس)

مصروفیت کی وجہ سے نماز یا جماعت کا وقت گزر جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: نماز غفلت کی بنا پر چھوڑنا مسلمان کی شان کے خلاف اور باعث خسارہ ہے، اخروی لحاظ سے، دنیاوی لحاظ سے بھی، پوچھنا یہ مقصود ہے کہ مصروفیت کی وجہ سے نماز کا وقت گزر جائے یا کبھی جماعت کی نماز کا، دونوں ایک ہی چیز ہے یا فرق ہے؟

الجواب

دونوں میں فرق ہے، جماعت کی نماز سنت مؤکدہ یا واجب ہے، اس کو بغیر عذر کے چھوڑنا گناہ ہے۔(۱) جب کہ نماز کو جان بوجھ کر قضا کر دینا اس سے بدتر گناہ ہے، جس کو حدیث میں 'کفر' سے تعبیر کیا گیا ہے۔(۲)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۴/۳-۱۸۵)

شبہ ریا کی وجہ سے کیا نماز چھوڑنے کی اجازت ہے:

سوال: ایک شخص ہے، جب بھی وہ نماز کی نیت کرتا ہے، تو ریا کی شرکت ہو جاتی ہے، ریا کو بہت دور کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ دور نہیں کر پاتا، ایسا شخص نماز چھوڑ دے، یا نماز پڑھتا رہے؟ اگر نماز پڑھنا چھوڑ دے، تو گنہگار تو نہیں ہوگا؟

الجواب حامدًا و مصلیًا

ایسا شخص نماز پڑھتا رہے، نماز چھوڑنے پر گنہگار رہوگا۔

"ولایترک لخوف دخول الریاء لأنه أمر موهوم". (الدر المختار: ۲۹٤/۱)(۳)

وفی الولوالجیة: " إذا أراد أن یصلی أویقرأ القرآن فیخاف أن یدخل علیه الریاء فلاینبغی أن یترک لأنه أمر موهوم". (الأشباه والنظائر: ۷۵) **فقط واللّٰه تعالٰی أعلم بالصواب**

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۳۳/۲)

(۱) إن صلاة الجماعة واجبة علی الراجح فی المذهب أو سنّة مؤکدة فی حکم الواجب کما فی البحر، وصرحوا بفسق تارکها وتعزیره، وأنه یأثم. (ردالمحتار: ٤٥٧/۱، مطلب کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها)/

عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من سمع المنادی فلم یمنعه من اتباعه عذر فلاصلاة له، قالوا: وما العذر، قال: خوف، أومرض. (السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الصلاة، باب ترک اتیان الجمعة لخوف أومرض أومافی معناهما من الأعذار (ح: ۵۵۰۹) انیس)

(۲) وقال محمّد بن نصر المروزی: قال إسحاق: صح عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: "أن تارک الصلاة کافر" وکان رأی أهل العلم من لدنه صلی اللّٰه علیه وسلّم أن تارکها عمدًا من غیر عذر حتّٰی یذهب وقتها کافر. (الزواجر عن اقتراف الکبائر: ۱۳۸/۱، الکبیرة السابعة والسبعون، تعمد تأخیر الصلاة عن وقتها... الخ)

(۳) الدر المختار متن ردالمحتار، کتاب الصلاة، فروع فی النیة: ٤۳۸/۱، انیس

درمیان نماز میں اگر ریا آجائے، تو نماز کا حکم:

سوال: زید نے عشا کی نماز شروع کی، دو رکعت کے بعد ریا داخل ہوگئی، تو اس کو اخلاص والی نماز کا ثواب ملے گا، یا اس کی نماز ریا کاروں والی ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

اخلاص والی نماز کا ثواب ملے گا۔

"افتتح خالصاً ثم خالطه الرياء اعتبر السابق لعل وجهه أن الصلوٰة عبادة واحدة غير متجزئة فالنظر إلى ابتدائها فإذا شرع فيها خالصاً ثم عرض عليه الرياء فهي باقية لله تعالٰى على الخلوص وإلا لزم أن يكون بعضها له وبعضها لغيره مع أنها واحدة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/ ۲۹۴، كتاب الصلاة، فروع في النية وهكذا في البزازية: ۲۸/۴) **فقط والله تعالٰى أعلم بالصواب**

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۲/ ۳۳-۳۴)

تنگ وقت میں قضاء حاجت کے تقاضا کی وجہ سے نماز چھوڑنا جائز نہیں:

سوال: ایک شخص کو تقاضا قضاء حاجت کا سخت ہے، مگر ادھر نماز کا بالکل آخری وقت ہے، اب اگر وہ آدمی قضاء حاجت کے لیے جاتا ہے، تو نماز فوت ہوجائے گی اور اگر وہ نماز پڑھتا ہے، تو پیٹ میں سخت تکلیف و بوجھ ہوتا ہے، اب ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے، یعنی اسی بوجھ و تکلیف کے ساتھ نماز ادا کرے، یا رفع تکلیف کر کے بعد میں پڑھے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

اس حالت میں ترک جماعت، تو جائز ہے، (۱) مگر نماز کا ترک جائز نہیں، لہٰذا اگر قضا ہونے کا خطرہ ہو، تو اسی حالت میں نماز پڑھ لے اور فرائض و واجبات پر اکتفا کرے، سنتیں چھوڑ دے، نماز کے اندر کی سنتیں بھی چھوڑ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰/ شوال ۱۳۹۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۴۳)

☆☆☆

---

(۱) عبد الله بن الأرقم قال: أقيمت الصلاة، فأخذ بيد رجل فقدمه، وكان إمام قومه، وقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء. (سنن الترمذي، كتاب الطهارة، باب ماجاء إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء (ح: ۱۴۲) انیس)